

یا وفا خود نبود در عالم
یا کسے اندرین زمانہ نکرد

یعنی یا تو یہ سمجھنا چاہیے کہ دنیا میں وفا کا وجود ہی نہ تھا یا ہمارے زمانے میں کسی نے اس پر عمل نہیں کیا۔ سعدیؒ نے دو صورتیں پیش نظر رکھیں، یعنی یا تو وفا تھی ہی نہیں یا ہمارے زمانے میں غائب ہو گئی۔ غالب کا بیان یہ ہے کہ وفا کا لفظ تو موجود ہے، مگر اس کی حقیقت گم ہے اور یہی حقیقت ہے۔

۲۔ لغات۔ کا کل : سر کے وہ بال جو دو لوزں جانب آگے کی طرف لٹکے ہوتے ہیں۔ اس کی صفت سرکش قابل توجہ ہے۔

زمرّد : (ز، م اور ر تینوں پر پیش اور ر پر تشدید) بیش قیمت پتھروں میں سے ایک، جس کا رنگ سبز ہوتا ہے۔ اسی لیے شعر میں اسے سبزہ خط سے تشبیہ دی گئی ہے۔ بعض اساتذہ نے ر کو مفتوح بھی باندھا ہے۔
حرلیف : مد مقابل۔ دشمن۔

افعی : کالا سانپ، جو بہت زہر ملا اور موزی ہوتا ہے۔ اسے کا کل سے تشبیہ دی گئی ہے۔

شرح : اے محبوب! تیرا سبزہ خط کا کل کو دبانہ سکا، یعنی اس پر کچھ اثر نہ ڈال سکا اور اسے پیچھے نہ ہٹا سکا۔ اگرچہ اس کی حیثیت زمرّد کی تھی، مگر یہ زمرّد کالے اور موزی سانپ کی بھینکار کا مد مقابل نہ ہوا۔

شعر کا مضمون فارسی اور اردو ادب کی اس مشہور عام روایت پر مبنی ہے کہ زمرّد کو دیکھ کر افعی سانپ اندھا ہو جاتا ہے۔ خود مرزا غالب صاحب عالم مارہروی کو کف الخضیب کے سلسلے میں قبول دعا کے مسئلے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ:

”مبجلہ مصنا میں شہری ہے، جیسے کتان کا پر تو ماہ میں پھٹ جاتا اور

زمرّد سے افعی کا اندھا ہو جاتا۔ آصف الدولہ نے افعی تلاش کر کے

منگوا یا اور قطعات زمرّد اس کے محاذی چشم رکھتے۔ اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔